مواعظِ اختر نمبر ۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دعا
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
www.hazratmeersahib.com

فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضانِ مدینہ

ساحل سے لگے گا کبھی میرا بھی سفینہ
دیکھیں گے کبھی شوق سے مکہ و مدینہ

مومن جو فدا نقشِ کفِ پائے نبی ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالم کا خزینہ

گر سنّتِ نبوی کی کرے پیروی اُمّت
طوفاں سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

یہ دولتِ ایماں جو ملی سارے جہاں کو
فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضانِ مدینہ

اے ختمِ رُسل کتنے بشر آپ کے صدقے
ہر شر سے ہوئے پاک بنے مثلِ نگینہ

اے صلِّ علیٰ آپ کا فیضانِ رسالت
جو مثلِ حجر تھا وہ ہوا رشکِ نگینہ

اخترؔ کی زباں اور شرفِ نعتِ محمد ﷺ
اللہ کا احسان ہے بے خون و پسینہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دعا

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

نامِ وعظ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دُعا

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطبِ زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم **محمد اختر** صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۱۷دسمبر ۱۹۹۹؁ء بروز جمعہ

مقام: مسجدِ اشرف، گلشنِ اقبال کراچی

موضوع: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دُعا

مرتب: حضرت اقدس سید **عشرت جمیل میرؔ** صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: رمضان المبارک ۱۴۳۵؁ھ مطابق جولائی ۲۰۱۴؁ء

ناشر: اِدارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوان .... صفحہ نمبر

اللهم إنك عفو كريم تحب العفو فاعف عني

عرضِ مرتب

محبی و محبوبی مرشدی و مولائی عارف باللہ شیخ العرب و العجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کا یہ عظیم الشان وعظ موسوم بہ ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم القدر دعا'' ۸ رمضان المبارک ۱۴۲۰؁ھ مطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۹۹؁ء بروز جمعۃ المبارک خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشنِ اقبال کراچی کی مسجدِ اشرف میں ہوا جس کو پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں دل مضطر اور آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و عظمت کا رس قلب و جاں میں گھل جاتا ہے۔ جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یہ اثر ہے تو آپ کے قلب و جان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام تھا اس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ؎

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

حضرت والا کی شان میں کچھ لکھنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے حضرت کے نورِ نسبت سے سارا عالم منور ہے۔ مسلمان کیا یورپ اور امریکہ کے غیر مسلم بھی حضرت والا کا نام نامی جانتے ہیں ؎

خامہ انگشت بدنداں اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بہ گریباں سے اسے کیا کہیے

پیشِ نظر وعظ میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ کی عالمانہ، عارفانہ اور نہایت عاشقانہ تشریح فرمائی ہے جس کو پڑھ کر حدیثِ پاک کے عاشقانہ معانی کا باب کھلتا ہے کہ اس دعا کو تو ہم اکثر پڑھتے تھے لیکن حدیثِ پاک کے اندر عشق کے شہد کا جو سمندر بھرا ہوا ہے وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح سے

پہلے ظاہر نہ تھا ؎

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے

خرد ہے محوِ حیرت اُس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے

جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پا سکتے نہیں دردِ نہانی

لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی

مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
بتاؤں میں ملے گی یہ جہاں سے

یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

یہ درد بھرے اشعار بھی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس وعظ کو اور حضرت والا کے جملہ مواعظ اور تالیفات کو شرفِ قبول عطا فرمائیں اور قیامت تک صدقہ جاریہ بنائیں اور حضرت کے صدقے میں احقر کی مغفرت کا ذریعہ بنائیں ! آمین یا رب العالمین بحرمۃ سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

غلامِ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
احقر سید عشرت جمیل میرؔ عفا اللہ عنہ
خادم خاص و خلیفۂ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
۲۰ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۹ جولائی ۲۰۱۴ء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دعا

(الٰہ آباد کے بزرگ شاعر جناب کامل چائلی مدظلہ العالی اور حضرت انیس الٰہ آبادی مدظلہ العالی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشنِ اقبال میں تشریف لائے اور حضرت مرشدی دامت برکاتہم کی فرمائش پر دونوں حضرات نے اپنا کلام سنایا جس کی حضرت والا نے تشریح بھی فرمائی۔ جامع)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ محبوبیت اور نعت شریف کا اکرام

حضرت والا نے ارشاد فرمایا: آج ہماری خانقاہ میں الٰہ آباد کے بزرگ شاعر جناب کامل چائلی صاحب آئے ہیں، یہ ہمیں نعتیہ اشعار سنائیں گے، میں بیچ بیچ میں ان کی تشریح کردوں گا، تو ان کو میں نے اوپر بٹھایا ہوا ہے، نعت شریف پڑھنے والے کو اپنے سے اوپر کر رہا ہوں کیونکہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کا مضمون ہے اس لئے میں اپنی سطح سے ان کی سطح کو بلند کر رہا ہوں اور پانی نیچے ہی کی سطح کی طرف آتا ہے، نعت شریف کا آبِ فیض نیچی سطح کو سیراب کرے گا۔

اس کے بعد جناب کامل چائلی صاحب نے اپنا کلام شروع کیا ؎

مدینے کی زمیں عرشِ بریں معلوم ہوتی ہے
تجلّی گاہِ ربُّ العٰلمیں معلوم ہوتی ہے

سحر جو پرتوِ روئے مُبیں معلوم ہوتی ہے
تو رنگیں شام زلفِ عنبریں معلوم ہوتی ہے

ماشاء اللہ کامل صاحب نے مدینہ منورّہ کے صبح وشام کا کیا عمدہ نقشہ کھینچا ہے کہ صبح سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے نور کی تجلّی ہے اور شام آپ کے زلفِ مبارک کی سیاہی ہے۔ بہت بہترین شعر ہے ؎

ہر اک شئ پر یہاں کی کیوں نہ قرباں جان ہو میری
دو عالم سے کہیں زیادہ حسیں معلوم ہوتی ہے
زمیں نورِ مجسّم سے جو وابستہ ہے کعبے سے
فضیلت میں زیادہ وہ کہیں معلوم ہوتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت اور مدینہ منوّرہ کی زمین کی فضیلت

یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ شریف کی زمین کے جتنے ٹکڑے پر آپ کا جسمِ مبارک رکھا ہوا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے اور کعبہ ہی سے نہیں عرشِ اعظم سے افضل ہے کیونکہ بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر اللہ کے بعد اگر کسی کا درجہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لہٰذا مدینہ شریف جب حاضری ہو تو یہ مراقبہ کرو کہ آج ہم اس زمین پر ہیں اور اس زمین کے متصل اور قریب ہیں جو کعبہ شریف اور عرشِ اعظم سے افضل ہے۔ مدینہ پاک کی زمین کے جس ٹکڑے پر آپ کا جسدِ اطہر رکھا ہوا ہے کائنات میں اس کا کوئی مثل نہیں ہے لہٰذا وہاں حاضری بڑی خوش نصیبی کی بات ہے لیکن وہاں قرضے لے کر مت جاؤ، سنّت پر عمل کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا نور اور نورِ نبوّت کو آپ خود اپنے قلب میں محسوس کریں گے کہ اتباعِ سنت کی برکت سے میرے قلب میں نورِ نبوت آ گیا اور جو سنّت کے خلاف چلے گا تو سمجھ لو کہ جو پیغمبر کے خلاف چلتا ہے تو وہ سنت نبوی کو چھوڑنے کی وجہ سے، راہِ شیطانی اختیار کرنے کی وجہ سے ظلماتِ شیطانیہ کی زنجیروں میں آجاتا ہے

اور اس کے دل میں اندھیرے آجاتے ہیں۔ اس لئے ایک ایک سنت پر جان دینے کی کوشش کرو، اللہ کرے، اللہ کرے، اللہ کرے کہ ہمارے دلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر سنت کی قیمت آجائے کیونکہ آپ سے برتر، آپ سے بہتر کوئی مخلوق نہیں ہے تو آپ کی سنت سے بہتر کسی کی سنت نہیں ہے، آپ کی سنت سے برتر کسی کی سنت نہیں ہے،۔ سارے عالم میں آپ کے چلن کے مقابلہ میں کسی کا چلن نہیں ہے لہٰذا اس چلن پر جو چل پڑے گا بس اس کا کام بن جائے گا۔

نعتیہ اشعار سننا سنتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سنتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے

وہ خُلقِ سرورِ دیں وہ ادا وہ ناز وہ سیرت
مجھے تفسیرِ قرآنِ مبیں معلوم ہوتی ہے
شعاعیں پھوٹتی ہیں نور کی ادنیٰ تبسّم سے
کوئی اک شمع زیرِ لب مکیں معلوم ہوتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکراتے تھے تو روشنی ہو جاتی تھی۔ دیکھو! سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، اسلام کی عظمت، رسالت کی عظمت کہ اپنی تعریف والے اشعار آپ ایک صحابی حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کرتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف پر اشعار سننا بھی سنتِ سید الانبیاء ہے۔ وہ ظالم محرومِ ذوقِ سنت ہے جو یہ کہتا ہے کہ یہ شاعری ہے۔ یہ شاعری نہیں ہے بلکہ یہ عبادت کی روح ہے بلکہ نفلی عبادت سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی تعریف کے اشعار سنتے تھے اور دعا بھی فرماتے تھے کہ اے اللہ! جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اس صحابی کے دل میں اشعار کے مضامین القاء فرما دے اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی وہ اشعار سنتے تھے

تو نعت شریف یعنی حضور ﷺ کی شان میں تعریف کے اشعار سننا یہ سنتِ نبی بھی ہے اور سنتِ صحابہ بھی ہے۔ تو نعت سننے والے اس وقت دو سنتوں کے مزے لوٹ رہے ہیں، سنتِ پیغمبر ﷺ بھی اور سنتِ صحابہ بھی اور سنانے والا بھی دونوں مزے لوٹ رہا ہے کیونکہ وہ اپنے کان کہیں رکھ کر نہیں آیا ہے، کان اس کے ساتھ فٹ ہیں لٰہذا سن بھی رہا ہے۔ سبحان اللہ! دیکھو کیا مزہ آیا اس وقت کہ سنانے والا بھی دونوں مزے لے رہا ہے سنتِ پیغمبر یعنی اپنے کانوں سے سن رہا ہے اور سنت صحابی کی طرح سنا بھی رہا ہے۔ میں بیچ بیچ میں تھوڑی سی اردو نثر پیش کرتا ہوں تاکہ اشعار کی وجہ سے جن کی روح بہت زیادہ آگے بڑھ گئی ہو تو میں کھینچ کر نارمل کر دوں۔ پڑھئے کامل صاحب ؎

تجلّی طور کی حق ہے میرا ایمان ہے لیکن
تجلّی جس کو کہتے ہیں یہیں معلوم ہوتی ہے
ہیں محوِ خواب پروانے یہاں بزمِ رسالت کے
بقیعِ پاک بزمِ عاشقی معلوم ہوتی ہے
وہ دوری ہو کہ قربت ہو نظر اس پر نہیں میری
محبت آپ کی دل کے قریں معلوم ہوتی ہے
محبّت آپ کی جس کے ہو دل میں جا گزیں کاملؔ
یہ دنیا ہی اسے خُلدِ بریں معلوم ہوتی ہے

ابھی آپ نے کامل صاحب کے نعتیہ اشعار سنے۔ اب الٰہ آباد ہی سے انیسؔ الٰہ آبادی صاحب بھی تشریف لائے ہیں، وہ بھی آپ کو اپنے اشعار سنائیں گے۔ آیئے! انیس صاحب! اپنے پرندے والے درد بھرے اشعار سنایئے، خدا سے طاقتِ پرواز مانگئے، بعض پرندے ہیں جن کے پر نہیں

ہیں، وہ طاقتِ پرواز مانگیں، بعض پرندوں کو پر اکھاڑنے کی بھی عادت ہے تو اس کے لئے دُعا کر لیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پر اور بازو اکھاڑنے سے محفوظ فرمادے۔

(بزرگ شاعر جناب انیسؔ الہ آبادی صاحب نے اپنا کلام پڑھنا شروع کیا۔جامع)

میں اپنے سارے گناہوں پہ یوں شرمندہ ہوں
جو اڑ نہ پائے فضاء میں، میں وہ پرندہ ہوں
الٰہی طاقتِ پرواز کر عطاء مجھ کو
ابھی حیات ہے باقی ابھی میں زندہ ہوں

نور والوں سے نور ملتا ہے
قلب کو اک سرور ملتا ہے
عزم موسیٰ تو چاہیئے پہلے
تب کہیں جا کے طور ملتا ہے
جو بھی گرداب میں نہ ہو مایوس
اس کو ساحل ضرور ملتا ہے
میرے گھر کی بھلا تلاشی کیا
شیشۂ دل بھی چُور ملتا ہے
اہلِ دنیا کی صحبتوں میں انیسؔ
صرف عُجب و غرور ملتا ہے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے بہت سے احسانات میں یہ فضلِ عظیم ہے کہ بغیر بلائے ہوئے اللہ تعالیٰ ایسے ایسے لوگوں کو اس خانقاہ میں بھیج دیتا ہے، ان حضرات کا اخلاص ومحبت ہے کہ کسی نے دعوت نہیں دی نہ کرایہ دیا، یہ محبت کی وجہ سے خود ہی آئے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے مفت کی پلا دیتا ہے اور جب نہیں چاہتا تو پیسے

لئے پھرتے رہتے ہیں مگر اُن کو کوئی میکدہ ہی نظر نہیں آتا، ان کو ہر میکدہ سے یعنی خانقاہوں سے بدگمانی کی بیماری میں مبتلا کر دیا جاتا ہے اور وہ کسی اللہ والے سے تعلق قائم نہیں کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ ماشاء اللہ انیس الٰہ آبادی صاحب اور کامل الٰہ آبادی صاحب یہاں آئے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الشُّکْرُ اللہ تعالیٰ! ہم آپ کی جملہ نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں اور مزید نعمتوں کی درخواست کرتے ہیں۔

(اس کے بعد حضرت والا نے بیان شروع فرمایا۔ جامع)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

وَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

(سننُ الترمذی، کتابُ الدعوات، ج:۲، ص:۱۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عشق و محبت کی ایک جھلک

اس وقت نعت شریف کی وجہ سے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں سمندر کا سمندر موجزن ہے، اس سے ایک ذرا سی جھلک ملی ہے کہ صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسی محبت رہی ہوگی کیونکہ اللہ جلَّ شانہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کے رتبہ کا کوئی نہیں ہے، نہ جبرئیل، نہ میکائیل، نہ اسرافیل، نہ عزرائیل، نہ کوئی نبی، یہاں تک کہ عرش و کرسی بھی نہیں۔ تو کیوں نہ مدینہ پاک جانے کو دل چاہے اور پھر مدینہ پاک کے مزے و مستی میں کیوں نہ آدمی مست ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریفوں سے کیوں نہ وہ مضطر اور اشکبار ہو۔

تو اس وقت دل چاہا کہ میں بخاری شریف کا ایک فرمان، ایک حدیثِ پاک جو چودہ سو برس پہلے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے عالمِ کون و مکاں میں نشر ہوئی تھی اور سب سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کے کان تھے جنہوں

نے اس حدیث کو سنا اور لبّیک کہا۔ جب بڑی شخصیت سے کوئی بات نکلتی ہے تو وہ بات بھی بڑی بات ہوتی ہے۔ تو اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امّت کو بخشوانے کے لئے، مغفرت کے لئے، نزولِ رحمت کے لئے، حاجت روائی اور انسانیت کی بقاء اور استقامت علی التقویٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ مضمون کی دعا سکھا دی اور رمضان المبارک کی طاق راتوں میں یہی دعا مانگنے کا حکم دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ جب ہم شب قدر کی طاق راتیں پائیں تو کیا مانگیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا مانگو۔ تو شبِ قدر کی رات کتنی قابلِ قدر ہوتی ہے اور شبِ قدر میں جس دعا کی تعلیم نہایت عظیم القدر نے عطا فرمائی ہو تو وہ دعا کس قدر قابلِ قدر ہوگی کہ عظیم القدر کی جانب سے شبِ قدر میں مانگنے کے لئے عظیم القدر دعا ہے۔ لیکن اس دعا سے پہلے کچھ اور عرض کروں گا جیسے لذیذ ڈش کھلانے سے پہلے کوئی ایسی چیز کھلائی پلائی جاتی ہے جس سے معدہ میں اشتہاء اور بھوک بڑھ جائے۔

تذکرۂ مولانا روم اور سفرِ قونیہ

لہٰذا اس دعا سے پہلے تھوڑا سا حضرت جلال الدین عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتا ہوں جن کے فیض سے اختر نے مثنوی مولانا روم کی شرح معارفِ مثنوی لکھی جو سارے عالم میں غلغلہ مچائے ہوئے ہے اور کئی زبانوں میں شائع ہورہی ہے۔ گجراتی میں انڈیا سے، انگریزی میں ساؤتھ افریقہ اور برطانیہ سے اور یہاں سے بھی شائع کر دی گئی ہے۔ اللہ نے اپنے کرم سے مجھے مولانا جلال الدین رومیؒ کی خانقاہ کی زیارت بھی نصیب فرمائی اور اس جنگل کی زیارت بھی نصیب فرمائی جس میں مولانا رومی کے پچاس ہزار اشعار دیوانِ شمس تبریز کے اور ساڑھے اٹھائیس ہزار اشعار مولانا روم کی مثنوی کے ہوئے۔ اس جنگل میں بھی میں نے حاضری دی کیونکہ میں آہ و فغاں کا متلاشی ہوں، آہ و فغاں کا عاشق

ہوں، خود بھی اور اپنے احباب اور اپنی اولاد سے بھی میں آہ و فغاں کا متمنّی ہوں اور خدا کی راہ میں آہ وفغاں اور اشکبار آنکھیں اور قلبِ مضطر مانگتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ کا یہ کرم ہے کہ میں وہاں اکیلا نہیں گیا، میرے ساتھ عاشقوں کی ایک جماعت تھی جس میں بتیس آدمی تھے، ان میں افریقہ کے بڑے بڑے علماء شیخ الحدیث مولانا ہارون صاحب، مہتمم دارالعلوم آزاد وِل مولانا عبدالحمید صاحب، مولانا حسین بھیّات صاحب اور لندن کے بہت بڑے عالم مولانا ایوب سورتی صاحب جو میرے شیخ مولانا ابرارالحق صاحب کے مجاز بیعت بھی ہیں اور علماء کے استاد بھی ہیں، انہوں نے چار سال ترکیشور میں صحاح کی حدیثیں پڑھائی ہیں۔ برطانیہ سے ایک میمن کھانا لایا تھا، ہم تھے تو قونیہ میں مگر کھانا کھاتے تھے برطانیہ کا اور برطانیہ کے منتخب علماء جن کو میں اعتقاداً ولی اللہ سمجھتا ہوں اور بنگلہ دیش اور پاکستان کے سب مل کر بتیس آدمی تھے، اور استنبول سے قونیہ تک دس گھنٹے میں سفر ہوا اور پورے راستہ میں مثنوی شریف پڑھا تا گیا، مثنوی مولانا روم کا ترجمہ اور ان کے عشق کی داستان سناتا گیا اور قونیہ جب ایک میل رہ گیا تو درسِ مثنوی چھوڑ کر میں مولانا رومی کی داستانِ عشق سنانے لگا۔ مولانا رومی کی آہ و فغاں اور اللہ پر فدا کاری اور وفاداری اور اللہ تعالیٰ سے اشکباری اور اللہ تعالیٰ سے یاری کے جتنے مضامین تھے وہ میں نے سنا دیئے۔

اور پھر قونیہ پہنچ کر مولانا کے مزار پر حاضری ہوئی اور ان کے خلیفہ حُسامُ الدین کی قبر ان سے پہلے آتی ہے تو ان کی قبر پر میں نے وہ شعر سنائے جس میں مولانا رومی نے مولانا حسام الدین کا نام لیا تھا ؎

اے حسام الدین ضیائے ذوالجلال
میل می جو شد مرا سوئے مقال

شیخ کی رضا مرید کی سب سے بڑی خوش قسمتی ہے

اے میرے مرید اور خلیفہ حسام الدین تم اللہ تعالیٰ کی روشنی ہو، مثنوی کہنے کے لئے میرے دل میں زبردست طوفان اور سیلاب آ رہا ہے، خوب جوش اٹھ رہا ہے لہٰذا کاغذ قلم لے کر تیار ہو جاؤ۔ آہ! اور فرمایا کہ ؎

قصد کردستند ایں گِل پارہا
کہ بپوشانند خورشیدے ترا

میرے پیار کی وجہ سے تمہارے کچھ حاسدین بھی ہو گئے ہیں، یہ مٹی کے ڈھیلے ہیں، یہ نالائق میری تعریف سے اور تمہاری محبت جو میرے دل میں ہے اس سے حسد کر رہے ہیں اور اپنے حسد کی مٹی سے تیری نسبت کے آفتاب کو چھپانا چاہتے ہیں۔ شیخ کہہ رہا ہے کہ تم آفتاب ہو۔ یہ درجہ بھی اللہ کسی مرید کو دیتا ہے۔ تو مولانا رومی نے فرمایا کہ تم آفتاب ہو لیکن تمہارے حاسدین کے دل مٹی کے ڈھیلے ہیں، ان میں روحانیت نہیں ہے، یہ تمہارے آفتابِ نسبت مع اللہ کو چھپانا چاہتے ہیں ؎

مدح تو حیف ست بر زندانیاں
گویم اندر مجمع رُوحانیاں

یہ نفس کے غلام، نفس کے قیدی ہیں، ان پر تمہاری تعریف نہایت گراں اور باعثِ تاسّف ہے، باعثِ افسوس ہے، یہ افسوس کر رہے ہیں کہ مولانا جلال الدین رومی حسام الدین کو کیوں اتنا چاہتا ہے۔ ان کی زندگی اللہ والی نہیں ہے، اسی لیے یہ حسد سے جل کے خاک ہو رہے ہیں۔ اے حسام الدین! جب میں تمہاری تعریف کرتا ہوں تو یہ افسوس کرتے ہیں کہ شیخ اس کو کیوں چاہتا ہے۔ ان ظالموں سے میں تعلق ترک کروں گا اور ایسے روحانی مجمع کو تلاش کروں گا جو اللہ والے ہوں اور وہاں تیری تعریف کروں گا۔

تو اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو اور ان کے غلاموں کو مجمع روحانیاں بھی عطاء کرتا ہے۔ میرے شیخ و مرشد مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا تھا کہ اگر اختر سے اُمّتِ مسلمہ کو کچھ نفع نہ ہوتا تو یہ مجمع یہاں کیوں آتا؟ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے جس کو روحانیت عطاء کرتا ہے اسے مجمعِ روحانیاں بھی دینا جانتا ہے، جو اللہ کسی کو اپنا دردِ دل عطا کرتا ہے، جو اللہ زبانِ ترجمانِ دردِ دل عطا کرنے پر قادر ہے وہ اس کو ایسے کان بھی دینے پر قادر ہے جو اس کی زبانِ ترجمانِ دردِ دل کو محبت سے سنیں گے اور اپنے سینوں میں رکھیں گے اور پھر آگے اس کے مریدین، اس کے شاگرد، اس کے خلفاء اس دردِ محبت کے نشر کے لئے باعثِ نشریاتِ دردِ دل ہوں گے۔

کارِ زُلف تُست مشک افشانی امّا عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

یہ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے، ان کی محبت کی خوشبو کا معجزہ ہے کہ وہ کسی کو روحانی طور پر یتیم اور بے کس نہیں رکھتا، وہ غیب سے انتظام کرتا ہے۔

لذتِ قربِ الٰہیہ کی تفہیم کے لئے ایک مثال

تو بخاری شریف کی حدیث کی اس دعا کی شرح سے پہلے میں ایک تمہید پیش کرتا ہوں کہ کچھ کیڑے انگور کھانے کے لئے انگور کے درخت پر چڑھ رہے ہیں مگر کچھ کیڑوں کا اپنی حماقت اور طبیعت کے ذوقِ ناقدری کی وجہ سے انگور تک پہنچنے کا ارادہ نہایت مضمحل اور کمزور پڑ گیا اور وہ پتوں پر بیٹھ کر پتے چوسنے لگے یہاں تک کہ اُن کو موت آ گئی حالانکہ عقل مند کیڑے روزانہ کہتے رہے کہ ان پتوں سے نظر انداز ہو کر، دست بردار ہو کر انگور کی طرف چلو اور ترقی من الادنیٰ الی الاعلیٰ کرو یعنی کمتر شے کو چھوڑ کر اعلیٰ شے کی طرف چلو۔

اسی طرح بعض لوگ روزانہ ارادہ کرتے ہیں کہ کل سے ہم اللہ والے ہو جائیں گے، کل سے گناہ چھوڑ دیں گے، کل سے تمام بدنظری سے توبہ کرلیں گے اور جس کے ہیں ان ہی کے بن جائیں گے ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہی کا انہی کا ہوا جا رہا ہوں

لیکن ان کے اس کلمہ میں جان نہیں ہے کیونکہ ان ظالموں کا ارادہ مراد آباد یعنی منزلِ مراد تک پہنچنے کا نہیں ہے لہٰذا میں گذارش کرتا ہوں کہ اے میرے دوستو، میرے احباب، میری ذریّات دنیا کے ان پتوں پر اپنی زندگی کو ضائع کر کے قبرستان مت بناؤ، پتوں کو نظر انداز کرو اور انگور تک پہنچنے کی راہ میں جتنے بھی پتے آئیں بقدرِ ضرورت بقائے حیات کے لئے تم ان کو کھاتے چلے جاؤ کیونکہ ابھی انگور تمہیں نصیب نہیں ہیں لیکن انگور کی طرف اٹھنے والا ہر قدم ان شاء اللہ باعثِ ازدیادِ انشراحِ طبعیّہ، قلبیہ، روحانیہ ہوگا کیونکہ پھر دل میں انگور کی طرف سے آواز آئے گی کہ گھبراؤ مت، اب تم ہمارے قریب آرہے ہو، تم کو ان شاء اللہ وہ لذّتِ قرب ملے گی کہ تم نے پتوں کے اندر جو زندگی گذاری ہے وہ سب بھول جاؤ گے اور کبھی نگاہِ حسرت سے اور خیالِ حسرت سے نہ نظر کو پتوں میں مشغول کرو گے، نہ قلب کو ان کے خیالات میں مشتغل کرو گے، جب انگور کا رس پا جاؤ گے تو دل بھی پتوں میں مشغول نہیں ہوگا اور انگور کے رس میں اور پتوں میں بے شمار فاصلے نظر آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا قربِ خاص عطا ہونے کی ایک علامت

اسی طرح جو اللہ کو پا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی لذت قرب کا مزہ پا جاتا ہے جس کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی تجلّی خاص علیٰ سطح الولایت نہایت قوی متجلّی ہوتی ہے تو پھر وہ غیر اللہ کی طرف نگاہِ حسرت بھی نہیں ڈالتا۔ میں اس پر واللہ

کہتا ہوں کہ خدا کی قسم کبھی کوئی اللہ والا دنیا کی طرف نگاہِ حسرت نہیں ڈالتا کہ کاش میں نے بھی تختِ سلطنت اور تاجِ سلطنت اور لیلائے کائنات کو چکھا ہوتا، نہ نگاہِ حسرت ڈالتا ہے نہ قلب کو حسرت زدہ رکھتا ہے۔ کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ وجہ اسی سے پوچھ لو جس ظالم نے کچھ دن انگور کے درخت کے پتوں کو کھایا ہو اور پھر اس نے انگور کا جوس پیا ہو، پھر معلوم ہوگا کہ جتنے پتے کھانے والے تھے انگور کے جوس سے محروم تھے اور ہم تو انگور چوس رہے ہیں اور پتے پر چڑھے ہوئے کیڑے یہ سب کے سب کنجوس مکھی چوس ہیں۔ تو یہ میری تمہید ہے کہ موت آنے والی ہے، ایسا نہ ہو کہ انگور تک پہنچنے سے پہلے ہی موت آجائے۔

حق تعالیٰ کی ذات بے مثل ذات ہے، وہ دونوں جہاں سے بڑھ کر پیارا ہے، اگر گناہوں کی آلودگی کے ساتھ اس سے محروم چلے گئے اور اللہ کے قرب کا شربتِ لاثانی نہیں پیا تو میں واللہ کہتا ہوں کہ اتنی حسرت ہوگی جس کی اشک ہائے خون بھی تلافی نہیں کر سکتے، خون کے آنسو بھی تلافی نہیں کر سکتے کہ اتنے دن تک ہم نے اپنی صورت کو سنّت کے مطابق کیوں نہیں بنایا۔

جن لوگوں نے میری گذارشات سے اپنی صورت کو سنّت کے مطابق بنا لیا ہے یہاں ان میں سے بہت سے لوگ موجود ہیں ان سے پوچھو کہ ان کو حسرت ہے کہ میں نے ڈاڑھی کیوں رکھی یا یہ حسرت ہے کہ اب تک کیوں نہیں رکھی تھی؟ تو حسرت کے زمانے کو دراز مت کرو، جلد سے جلد اقدام کر لو اور دائرۂ حسرت سے ایگزٹ (Exit) اور خروج کر لو اور دائرۂ مسرت میں اِن (IN) ہو جاؤ۔

متقی بندوں کی کافر بھی عزت کرتے ہیں

میں اپنی تقریر میں انگریزی کا لفظ نہیں بولتا ہوں مگر کراچی، لندن اور افریقہ وغیرہ میں انگریزی بھی بولتا ہوں یہاں تک بعض شعروں کے اندر بھی میں

نے انگریزی کے الفاظ استعمال کر لیے جیسے فرانس کے لوگوں نے کہا کہ کرسچن لڑکیاں مولویوں کو، ڈاڑھی والوں کو بہت اشارے کرتی ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ ان کا نیک گمان ہے، وہ سمجھتی ہیں کہ آپ لوگ فُل اسٹاک ہیں یعنی اخلاقِ رذیلہ سے پاک ہو چکے ہیں اخلاقِ حمیدہ سے متصّف ہیں تو ہر شخص کو اچھی چیز کی طرف میلان ہوتا ہے تو وہ آپ کو اچھا سمجھ کر آپ کو دیکھتی ہیں، یہ نہ سمجھو کہ کسی برائی کے لئے دیکھتی ہیں، ان کو یقین ہے کہ یہ ڈاڑھی والے برائی نہیں کر سکتے اور چونکہ ان کو اچھے لوگ نظر نہیں آتے کیونکہ عیسائی ان کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے جب کبھی کوئی مولوی ہزاروں عیسائیوں کے مجمع سے گذر جاتا ہے تو یہ محبت اور حسرت سے دیکھتی ہیں کہ اللہ کے کیسے پیارے بندے جا رہے ہیں لیکن پھر بھی میرا یہ شعر پڑھ لیا کرو ؎

اس نے کہا کہ کم ہیئر

میں نے کہا کہ نو پلیز

اس نے کہا کہ کیا وجہ؟

میں نے کہا خوفِ خدا

ہم اللہ کی دہلیز پر کھڑے ہیں، اے لڑکیو ہماری استقامت کی لیز (Lease) پلیز (Please) تم نہیں لے سکتیں۔

ماضی کے لمحاتِ غفلت پر غم خوش آئند مستقبل کی نوید ہے

یہ رمضان شریف کا مبارک مہینہ ہے، سب کی روحانیت بڑھی ہوئی ہے۔ میں اپنے دوستوں کو جو خاص کر میرے ساتھ رہتے ہیں اور جو ہر جمعہ کو یہاں آتے ہیں ان سے دردِ دل سے یہ کہتا ہوں کہ دنیا کے پتوں پر مت بیٹھو، بہت بیٹھ چکے، اور ایک دو دن نہیں چالیس چالیس، پچاس پچاس سال اور

بعضوں کی عمر تو ساٹھ سال ہو رہی ہے، اللہ کے لئے ان پتوں سے نظر اندازی کرو، دست برداری کرو، اور ان پر دست اندازی سے توبہ کرلو اور آگے بڑھو۔ جب انگور پر بیٹھ کر ایک قطرہ چوس لو گے تو ساری زندگی جو پتوں پر گذری تھی اس پر اشک ہائے ندامت کیا خون کے آنسوؤں سے بھی روؤ گے تو اس کی تلافی نہیں ہوگی کہ آہ! اتنے دن تک میں اپنے اللہ سے کیوں دور رہا اور کیوں غیر اللہ میں مشغول رہا۔ گناہوں کی زندگی پر حسرت ہوگی، جو لمحہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گذرا ہے اس پر غم ہوگا، اشک ہائے خون سے رونے کو دل چاہے گا اور یہ علامت ہے اس کے شاندار مستقبل کی جو اس کے تمام لمحاتِ غفلت کی تلافی کردے گا۔

ہمارا ہر لمحۂ حیات جو اللہ پر فدا ہو قیمتی ہے، چاہے وہ رات کا لمحۂ حیات ہو یا دن کا لمحۂ حیات ہو، چاہے وہ مسجد کا لمحۂ حیات ہو یا بندر روڈ اور ایلفنسٹن اسٹریٹ اور کلفٹن کا لمحۂ حیات ہو یا لندن کا لمحۂ حیات ہو۔ غرض پوری روئے زمین پر اللہ کے عاشقوں کا ہر لمحۂ حیات قیمتی ہوتا ہے، پوری زمین اللہ کے عاشقوں کا کوئے دلبر ہے کیونکہ وہ سارے عالم میں اپنا دلبر اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آیا، فرماتے ہیں ؎

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کئے ہوئے
روئے زمیں کو کوچۂ جاناں کئے ہوئے

اہل اللہ کا نورِ نسبت کبھی اُن سے جدا نہیں ہوتا

اور میرے شیخ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب کے اس شعر کی دلیل قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ اللہ والوں کی بات ایسے ہی نہیں ہوتی، یہ خیالی پلاؤ نہیں ہے، یہ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اللہ والے سارے عالم میں اپنے دل کے اندر کوئے دلبر رکھتے ہیں۔ اور وہ کون سی آیت ہے؟ ابھی آپ کو وجد آ جائے گا ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس کو میں اپنا نور عطا کرتا ہوں وہ نور بیت اللہ کے لئے، روضۂ مبارک کے سامنے، مسجدوں کے گوشوں میں یا خانقاہوں کے حجروں میں محصور اور محدود نہیں ہوتا بلکہ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ (سورۃ الانعام ایۃ ۱۲۲) ہم اس کو ایسا نور عطا کرتے ہیں کہ سارے عالم میں جہاں بھی جاتا ہے پورے عالمِ انسانیت میں وہ نور اس سے کسی وقت بھی ایک لمحہ کو بھی منفک اور فصل نہیں کرتا، ہر وقت عالمِ وصل میں رہتا ہے، وہ نور ان کے قلب میں ہوتا ہے يَمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ سارے عالم میں اس نور کو اپنے ساتھ لئے ہوئے چلتے ہیں۔ آیت میں فِي النَّاسِ کا الف لام استغراق کا ہے یعنی پوری دنیا میں کہیں بھی جائیں، جہاں بھی انسان بستے ہوں گے یہ وہاں جائے گا تو اس کا نور اس کے ساتھ ہوگا یعنی یہ لوگ سارے عالم میں اس نور کو یعنی ہم کو اپنے ساتھ لیے ہوئے رہتے ہیں ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا افسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

دیکھا آپ نے یہ تصوّف مستند بالقرآن ہے وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ اللہ کا نور وہ نہیں ہے جو صرف بیت اللہ کے اندر اور روضۂ مبارک میں اور مسجدوں کے گوشوں میں اور خانقاہوں کے حجروں میں محصور و محدود و مسدود ہو اور صوفی بھی مشدود ہو یعنی اللہ کی زنجیرِ محبت میں بندھا ہوا ہو، وہ بنا ہوا نہیں ہوتا، اس کی تمنا ہوتی ہے کہ سارے عالم میں اللہ کی محبت کی آگ لگا دوں اور اگر اس کو سارے عالم میں اللہ کی محبت کی آگ لگانے کی فکر اور جوش نہیں ہے تو سمجھ لو اس کے دل میں بھی آگ لگی ہوئی نہیں ہے، اگرچہ دعویٰ کر رہا ہو کہ میرے دل میں آگ لگی ہوئی ہے مگر جس کے دل میں آگ لگی ہوتی ہے اس کو لگانے کی بھی فکر ہوتی ہے، یہ ناممکن ہے کہ دردِ محبتِ الٰہیہ لازمہ رہ جائے اور متعدیہ نہ ہو۔ جب بچہ بالغ ہوتا ہے تو پھر اس سے جسمانی اولاد آگے بڑھتی ہے اور جب انسان اللہ والا ہوتا

ہے یعنی روحانیت کے اعتبار سے بالغ ہوتا ہے تو پھر اس سے صاحبِ روحانیت پیدا ہوتے ہیں اور جو لوگ دنیاوی خواہشات کی دَلدَل میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ والا ان کو اس سے نکالتا ہے، وہ اپنی مجلس کے سامعین کا دل اندر اندر اپنے دل سے ملاتا ہے۔ جب دو دل یعنی طالب کا دل اور شیخ کا دل جمع ہوتے ہیں تو دِل دِل جمع ہو کر دَل دَل سے نجات پاتے ہیں۔

زندگی کا مقصد جسم وجان کو اللہ تعالیٰ پر فدا کرنا ہے

دوستو! دردِ دل سے کہتا ہوں کہ ایک دن ہماری روح جسم سے الگ ہونے والی ہے، جسم کے اس ظالم گھوڑے سے اچھے اچھے کام لے لو ورنہ یہ دوسروں ہی کی گھاس چرتا رہے گا اور لاٹھی کھاتا رہے گا، یہ گھوڑا جس نے دیا ہے اسی پر فدا کر دو، یہ جسم جس نے عطا فرمایا ہے اسی پر فدا کر دو، سر سے پیر تک ہم اپنے نہیں ہیں، ہم اللہ کے ہیں۔ ہم کو ان ہی پر فدا ہونا مفید ہوگا لہٰذا انتظار مت کرو، جتنا زیادہ ان کے بن سکتے ہو ابھی بن جاؤ، کل کا ارادہ نہ کرو، یہ نہ سوچو کہ ابھی یہ کام ہے وہ کام ہے فلاں کام ہے۔ سب کاموں سے بڑھ کر اللہ پر فدا ہونا ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر فدا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا کام خود بنا دیں گے۔

اللہ کے دیوانے کا غم دوسرے اُٹھاتے ہیں

مگر اس بات کو سمجھانے کے لئے ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ریل پر جا رہے ہیں، اس ریل پر کون ہے؟ ان کے مرشد حکیم الامت تھانوی نوّر اللہ مرقدہ۔ سفر کدھر ہو رہا ہے؟ ہندوستان میں قنوج کی طرف۔ کس لئے ہو رہا ہے؟ بڑی پیرانی صاحبہ کا آپریشن تھا۔ ساتھ ساتھ کون تھے؟ حضرت خواجہ صاحب تھے، شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور بہت

سے خواص۔شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت تھانوی کے سر پر تیل کی مالش کررہے تھے، اتنے میں ایک اسٹیشن پر کھیت کا تازہ ہراچنا آیا، وہ بڑا مزیدار ہوتا ہے، جب سب اس کو کھانے لگے تو حکیم الامت نے فرمایا کہ تم لوگ چھیل چھیل کر مولانا عبدالغنی کے منہ میں ڈالو کیونکہ ان کے دونوں ہاتھ اس وقت میرے سر پرست ہیں۔دیکھو! ایک شیخ اپنے مرید کے لئے سر پرست کا لفظ کہہ رہا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ چھوٹوں کا دل بڑھانا ہے، حوصلہ افزائی، ذرّہ نوازی ہے، کبھی شیخ کی نوازشات بھی ہوتی ہیں۔تو سب نے چھیل چھیل کر ہراچنا حضرت کے منہ میں ڈالا تو حکیم الامّت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مصرع فرمایا جو آپ سب کے لئے باعثِ نصیحت ہے ؎

دیوانہ باش تاغمِ تو دیگراں خورند

اگر تم اللہ کے دیوانے ہو جاؤ تو تمہارا غم دوسرے اٹھائیں گے اور تمہیں کہنا بھی نہیں پڑے گا۔تو میرے شیخ نے نہیں فرمایا تھا کہ تم لوگ چھیل چھیل کر مجھے کھلاؤ، ان کے بڑے نے کہا تو دوسرے لوگ میرے مرشد کی خدمت کرنے لگے اور چنے چھیل چھیل کر ان کے منہ میں ڈال رہے تھے تو حضرت چنا چھیلنے کی زحمت سے بھی بچ گئے اور انہیں چھلا چھلایا مال مل گیا۔ایک بڑے انسان کے کہنے سے یہ انعام ملا تو سب سے بڑا اللہ تعالیٰ ہے، اگر تم خدا کے دیوانے بن گئے تو وہ اپنی مخلوق کے دل میں ڈالے گا اور لوگ تمہاری حاجتوں کو پورا کر کے اور تمہاری خدمت کر کے تمہارا شکریہ بھی ادا کریں گے کہ آپ کا کرم ہے کہ آپ نے ہمیں اپنے کام میں مشغول کر لیا اور میں آپ کے کام آ گیا، میں اس کے لیے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مومن کی سب سے منحوس گھڑی

تو شبِ قدر بھی ہے اور روزِ قدر بھی ہے، دن بھی قابلِ قدر ہے اور رات بھی، زندگی کا ہر لمحۂ حیات قابلِ قدر ہے، ایک لمحۂ حیات بھی اللہ کو ناراض کر کے اس لمحۂ حیات کی ناقدری مت کرو، جس ظالم نے گناہوں سے حرام لذت حاصل کی اس ظالم نے اپنی زندگی کے لمحۂ حیات کی ناقدری کی۔ اس نے نہ شب قدری کی نہ روز قدری کی، جو لمحہ اس ظالم نے اللہ کی نافرمانی میں ضائع کیا اس سے بڑھ کر کوئی خسارہ نہیں ہے۔

آہ! آپ کے سامنے حکیم الامّت کا روحانی پوتا، ان کا ادنیٰ غلام ان کا ایک عظیم الشان جملہ نقل کر رہا ہے کہ مومن کی سب سے منحوس گھڑی، مومن کی سب سے بُری گھڑی، سب سے نقصان والی گھڑی وہ ہے جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر کھلے دل سے نافرمانوں کی صورت اور سیرت بنانے کی کیسے ہمت ہوتی ہے! کس طرح ہمت کرتے ہوا تنے بڑے مالک کی نافرمانی کرنے کی! دل میں کیسے جرأت پیدا ہوتی ہے۔ یہ تعجب کی بات ہے۔ اگر اللہ سے صحیح تعلق قائم ہو جاتا تو مر جاتے، مگر نافرمانی نہ کرتے، موت کی تمنا کرتے اور مولانا رومی کی طرح خدا سے یہ فریاد کرتے ؎

کاش کہ مادر نزادے مر مرا
یا مرا شیرے بخوردے در چرا

کاش کہ مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا یا کوئی شیر مجھے چراگاہوں میں کھا جاتا قبل اس کے کہ یہ گناہ مجھ سے ہوتا۔

شبِ قدر کی عظیم القدر دُعا کی عاشقانہ تشریح

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ مبارک سے، اس عظیم القدر ہستی کی زبانِ عظیم القدر سے شبِ قدر کے لئے ایک دعائے عظیم القدر

عطا فرمائی جو صرف شبِ قدر کے لئے خاص نہیں ہے، شبِ قدر میں تو اس کو مانگنے کے لئے فرمایا ہی ہے لیکن ہر زمانے میں اس دعا کو مانگیں ؎

ہر شب شبِ قدر است اگر قدر بدانی

اگر تم قدر جانتے ہو، تو زندگی کی کوئی رات، کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جو قدر کے قابل نہ ہو، زندگی کا ہر لمحۂ حیات قابلِ قدر ہے، جس وقت چاہو تم استغفار کر کے ولی اللہ ہو جاؤ، اللہ کے پیارے بن جاؤ۔ مگر یہ مضمونِ استغفار جو عطا ہوا ایک عظیم القدر شخصیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عطا ہوا، زبانِ عظیم القدر سے عطا ہوا، برائے شبِ قدر عطا ہوا اور یہ دعا خود بھی عظیم القدر ہے۔ اس کو شبِ قدر کی طاق راتوں میں تو مانگنا ہی ہے مگر اس کے علاوہ بھی پوری زندگی مانگتے رہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے طاق راتوں کے علاوہ نہ مانگنا۔

اب سنو بخاری شریف کی حدیث کی دعا کی شرح۔ وہ دعا ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

(سننُ الترمذی، کتابُ الدعوات، ج:۲، ص:۱۹۱)

اے اللہ آپ کثیر العفو ہیں۔ حدیث کا ترجمہ میں اپنی طبیعت سے نہیں کر رہا ہوں، محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ گیارہ جلدوں میں مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں اس دعا کی شرح لکھتے ہیں جو میں بعینہٖ و بالفاظہٖ نقل کر رہا ہوں، ان شاء اللہ آپ اس کے خلاف ان بڑی کتابوں میں نہیں پائیں گے۔ تو ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ اَیْ اَنْتَ كَثِيْرُ الْعَفْوِ اے اللہ! آپ کثیر العفو ہیں، بہت زیادہ معافی دینے والے ہیں، یہ عَفُوٌّ مبالغہ کے لئے آتا ہے، مصدر کا حمل مبالغۃً ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ زیدٌ عدلٌ زید سراپا عدل ہے۔ تو عَفُوٌّ کا مطلب ہوا کہ آپ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی معافی دینے والا نہیں

ہے، آپ کی معافی کا سمندر اور معاف کرنے کی ادا اور معاف کرنے کی صفت غیر محدود ہے اور ہمارے گناہ اگرچہ اکثریت میں ہیں لیکن محدود ہونے کی وجہ سے آپ کی غیر محدود معافی کے سمندر کے سامنے ہمارے گناہ اکثریت کے باوجود اقلیت میں ہیں کیونکہ قاعدۂ کلیّہ ہے کہ ہر محدود اپنی اکثریت کے باوجود غیر محدود کے سامنے اقلیت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی صفتِ عفو کی اس تعریف میں یہ دعا شامل ہے کہ ہم کو معاف کر دیجئے۔

کریم کی تعریف کرنا خود دُعا ہے

یہیں سے ابتداء ہے، معافی کی درخواست یہیں سے شروع ہے۔ کیوں؟ علماء نے لکھا ہے کہ ثَنَاءُ الْكَرِيْمِ دُعَاءٌ کسی کریم کی تعریف کرنا دعا ہی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ کہنا کہ آپ بہت معافی دینے والے ہیں تو کریم کی تعریف خود اپنے اندر حاملِ مضمونِ دعا ہے، حاملِ مضمونِ درخواستِ معافی و استغفار ہے۔ جیسے عرفات کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص دعا ثابت نہیں، اگر عظیم الشان اور نہایت قوی روایات سے ثابت ہے تو ایک ہی دعا ثابت ہے، اگرچہ اور دعا مانگنا جائز ہے، اور دعائیں بھی ممکن ہے کہ ثابت ہوں لیکن محدثین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ دعا اہمیت کے ساتھ عرض کی کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' جو لوگ عربی جانتے ہیں بتاؤ کہ اس میں کیا مانگا ہے؟ سب اللہ کی تعریف ہے کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' آپ کے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے، آپ کے سوا ہمارا کون ہے؟ ''وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ'' آپ ایک ہیں، ہماری ربوبیت میں کسی کی شرکت نہیں ہے کہ ہمیں پالنے میں دوسرا کوئی شریک ہو، ہماری ربوبیت میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ ''لَهُ الْمُلْكُ'' سارا عالم آپ کا ہے۔

''وَلَهُ الْحَمْدُ '' سب تعریفیں آپ ہی کی ہیں۔ ''بِيَدِهِ الْخَيْرُ '' سب بھلائی کے مالک آپ ہی ہیں۔ يُحْيِیْ وَيُمِيْتُ موت اور حیات کے آپ ہی مالک ہیں۔ ورنہ ڈاکٹر خود کیوں مرتا ہے۔ ناظم آباد میں دل کا ایک ڈاکٹر مریض کے دل کی حرکت شمار کر رہا ہے اور خود اس کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ ''وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ بتایئے! اس کلمہ میں حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا؟ آہ! علمی طور پر کتنا بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنی عظیم القدر ذات سے، عرفات کے میدان میں اور عرفہ کے عظیم القدر دن میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا عظیم القدر مضمون بیان ہو رہا ہے، لیکن اس میں بندوں کی معافی کا کوئی مضمون نہیں، جنت کا سوال نہیں، دوزخ سے پناہ کا کوئی مضمون نہیں۔

اس کا جواب علماء کرام نے یہ دیا ہے کہ ثَنَاءُ الْكَرِيْمِ دُعَاءٌ کسی کریم کی تعریف کرنا عظیم الشان دعا ہے کیونکہ اگر کوئی خاص مضمون مانگ لے، کوئی خاص چیز مانگ لے تو کریم اتنا ہی دے گا جتنا اس نے مانگا ہے لیکن جب اس کی تعریف کرے گا تو مانگا ہوا بھی دے گا اور نہ مانگا ہوا بھی دے گا، اپنا سارا خزانۂ کرم لٹا دے گا۔ یہ حضور ﷺ کی ادائے بندگی کا عظیم الشان کرشمہ ہے کہ اللہ کی تعریف کے اس مضمون کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے بھی اور اپنی امّت کے لئے بھی عظیم الشان چیزیں مانگ لیں۔ ویسے بھی عرفات کے میدان میں تھوڑا سا وقت ہوتا ہے تو میری امّت کیا کیا مانگے گی، اس میں کمزور بھی ہوں گے جو بے چارے جلدی تھک جائیں گے۔ یہ آپ ﷺ کا امت پر احسانِ عظیم ہے کہ ثَنَاءُ الْكَرِيْمِ سکھا دیا کہ بس تم جا کر کریم کی تعریف کر دو، تو جو تم نے زندگی بھر مانگا وہ بھی دے دے گا اور جو نہیں مانگا بلا مانگے سب کچھ دے دے گا، دونوں ہاتھوں سے خزانۂ کرم لٹا دے گا۔

کمالِ بلاغتِ نبوت

توحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں شبِ قدر میں یہ دعا سکھائی اور ثَنَاءُ الْكَرِيمِ سے مضمون کی ابتداء کی کہ آپ بہت معافی دینے والے ہیں۔ یہ محض اللہ کی تعریف ہے، اس میں یہ نہیں ہے کہ معاف کردیجئے، مگر یہ تعریف ہی حاملِ دعاءِ مغفرت، دعاءِ معافی ہے یعنی اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ۔ بعض روایات میں کَرِیمٌ کا لفظ نہیں ہے اور بعض میں ہے لیکن اگر ایک جگہ کَرِیم کا اضافہ ہے اور دوسری جگہ نہیں تو جہاں نہیں ہے وہاں بھی وہ اضافہ لگ جاتا ہے۔ جب مطلق مضمون ہو اور کہیں مقیّد ہو تو اس کی قید اس مطلق کے ساتھ بھی معتبر ہوگی ،لہٰذا جہاں لفظ کریم نہیں ہے وہاں بھی یہ کریم لگ جائے گا۔ تو بلاغتِ نبوت کا کمال دیکھو کہ اللہ کی صفت یعنی کریم کا ایسا لفظ بڑھایا کہ جس سے نالائق سے نالائق امّتی بھی محروم نہ رہنے پائے۔

لفظ کریم کی شرح

ابھی کریم کی شرح سے آپ سمجھ جائیں گے۔ کریم کی چار تعریف ہے جو میں الگ الگ بیان کروں گا جو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرمائی ہے جو عربی میں ہے۔ تو پہلے عربی کی عبارت سناؤں گا پھر اس کا ترجمہ کروں گا۔

کریم وہ ہے جو نالائقوں پر بھی فضل فرمادے

کریم کی پہلی تعریف ہے اَلْكَرِيمُ هُوَالَّذِيْ يَتَفَضَّلُ عَلَيْنَا بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَ الْمِنَّةِ کریم وہ ہے جو ہم پر مہربانی کردے، چاہے نالائقی کی وجہ سے ہمارا حق نہ بنتا ہو۔ بتاؤ! سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم گنہگاروں پر احسان ہے یا نہیں کہ اگر گناہوں کی وجہ سے میری امّت پر عدمِ استحقاق کی دفعہ لگتی ہو کہ کرم کا تمہارا استحقاق نہیں بنتا تو کریم کا لفظ بڑھانے سے میری امت کو

استحقاق کا راستہ مل جائے کہ آپ تو کریم ہیں ہمارا حق بنے نہ بنے، کریم وہی ہوتا ہے جو نالائقوں پر بھی مہربانی کردے، جیسا کہ کوئی سودا بِک نہ رہا ہو اور سورج ڈوب رہا ہو اور بیچنے والا مایوس ہو رہا ہو تو کریم پوچھتا ہے کہ بھئی کیا بات ہے تم سامان نہیں سمیٹ رہے ہو؟ کہنے لگا بِک نہیں رہا ہے صاحب! عیب دار سودا ہے۔ تو کریم کہتا ہے کہ اچھا لاؤ مجھے دے دو۔ تو کریم ہمیشہ عیب دار سودا خریدتا ہے۔ علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَھُمۡ وَاَمۡوَالَھُمۡ بِاَنَّ لَھُمُ الۡجَنَّۃَ (سورۃ التوبۃ ،آیۃ ۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کا نفس خریدا ہے۔ علّامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ دل اور روح نہیں فرمایا جبکہ ہر مومن کا دل اور روح اس کے نفس سے افضل ہے تو اللہ نے افضل کو نہیں خریدا عیب دار نفس کو خریدا، نفس امّارۃ بالسّوء کو خریدا اور کس کے بدلہ میں خریدا؟ اس جنت کے بدلہ میں الّتی لا عیب فیھا جس میں کوئی عیب نہیں۔ تو عیب دار نفس کو بے عیب جنت کے بدلہ خریدا۔ علّامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کریم ہونے کی یہ عظیم الشان دلیل ہے ورنہ فرماتے اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ قُلُوۡبَھُمۡ وَ اَرۡوَاحَھُمۡ ان کا دل اور روح خریدا۔ تو اللہ نے دونوں اچھی چیزوں کو چھوڑ دیا اور ہماری خراب چیز خرید لی، ہمارا عیب دار، گنہگار، نالائق نفس خرید لیا اور قلوب اور ارواح کو نظر انداز کردیا کہ اچھی چیز کو تو سب ہی خریدتے ہیں لیکن عیب دار چیز کو صرف کریم ہی خریدتا ہے۔

کریم وہ ہے جو بغیر مانگے خزانۂ کرم لٹادے

کریم کی دوسری تعریف ہے اَلَّذِیۡ یَتَفَضَّلُ عَلَیۡنَا بِدُوۡنِ مَسۡئَلَۃٍ وَّسُؤَالٍ جو سوال کے بغیر، مانگے بغیر بھی دے دیتا ہے۔ آپ بتائیے! کتنی نعمتیں ہم کو ملیں جن کو ہم نے مانگا بھی نہیں تھا مثلاً انسان بننے کی درخواست ہماری

روح نے نہیں کی تھی، وہاں روح کی زبان ہی نہیں تھی پھر بھی اللہ نے ہم کو انسان بنایا، گدھا، کتّا، سور نہیں بنایا۔ پھر مسلمان گھرانے میں پیدا کر کے جنّت کا ٹکٹ مفت میں دے دیا، پھر اچھے گھرانے میں پیدا کیا، کسی گمراہ فرقہ میں نہیں پیدا کیا، صحیح العقیدہ فرقہ میں پیدا کیا۔ کیا یہ ان کے کریم ہونے کی دلیل نہیں ہے؟ پھر ہم کو سلیم الاعضاء خَلق فرمایا اندھا، لنگڑا، لولا، گونگا، بہرہ نہیں پیدا کیا۔ سر سے پیر تک سلامت پیدا کیا۔ یہ سب کیا ہے؟ جو بلا سوال اتنا دے سکتا ہے، جو بغیر مانگے جنّت کا ٹکٹ دے سکتا ہے وہ دنیا کا ٹکٹ بھی دے سکتا ہے۔ بتاؤ! جنّت کا ٹکٹ مہنگا ہے یا دنیا کا؟ ارے مسلمان کے گھر میں پیدا کر کے جنّت کا ٹکٹ مجّاناً یعنی مفت میں دے دیا۔

کریم وہ ہے جس کو اپنے خزانے کے ختم ہونے کا اندیشہ نہ ہو

کریم کی تیسری تعریف ہے اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا وَلَا یَخَافُ نَفَادَ مَا عِنْدَہٗ جو ہمیں اتنا دیتا ہے کہ اپنے خزانے کے ختم ہونے کا اندیشہ نہیں کرتا کیونکہ ان کا خزانہ غیر محدود ہے، کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ ڈرنے والے ہمیشہ محدود خزانے کے مالک ہوتے ہیں۔ اگر سمندر سے ایک لوٹا پانی لے لو تو سمندر کو کوئی خوف نہیں ہوگا کہ ارے آج ایک لوٹا کم ہو گیا جبکہ سمندر بھی محدود ہے، تو پھر اللہ کے غیر محدود بحرِ کرم کا کیا پوچھتے ہو۔

کریم وہ ہے جو تمناؤں سے بڑھ کر عطا کر دے

اور کریم کی چوتھی تعریف ہے اَلَّذِیْ یَتَفَضَّلُ عَلَیْنَا فَوْقَ مَا نَتَمَنّٰی بِہٖ جو ہماری تمناؤں سے زیادہ دیتا ہے۔ تمنّا کی ایک بوتل شہد کی اور دے دیا ڈھائی من شہد مشک بھر کے۔ تو کریم کی چار تعریفیں ہو گئیں۔ پس کریم فرما کر اس عظیم القدر شخصیت نے برائے شبِ قدر یہ مضمون عطا فرمایا جو نہایت عظیم القدر ہے اور ہر امّتی کی معافی کی ضمانت کا کفیل ہے تا کہ کوئی نالائق سے نالائق امتی بھی محروم نہ رہے۔

بندوں کو معاف کرنا اللہ تعالیٰ کا محبوب عمل ہے

تو اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ کے دو الفاظ یعنی عَفُوٌّ اور کَرِیْمٌ کی شرح ہوگئی۔ اب ہے تُحِبُّ الْعَفْوَ۔ اس کی عربی شرح سن لو جو مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں ہے۔ پہلے میں عربی میں بتاؤں گا اَیْ اَنْتَ تُحِبُّ ظُھُوْرَ صِفَۃِ الْعَفْوِ عَلٰی عِبَادِكَ آپ اپنے بندوں پر اپنی معافی دینے کی صفت کے ظہور کو محبوب رکھتے ہیں، اپنے بندوں کو معاف کرنا آپ کا محبوب عمل ہے۔

تُحِبُّ الْعَفْوَ کی شرح کی عاشقانہ تمثیل

آپ بتایئے! ہرن کے شکار کا عاشق کوئی بادشاہ کہیں جائے اور وہاں کے عوام اس بادشاہ کو ہرن کا جنگل دکھا دیں تو بادشاہ خوش ہو کر انعام اور شاباشی دیتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے محبوب شکار کا جنگل اپنی امّت کی طرف سے پیش کر دیا یعنی گناہوں کا جنگل کہ اے اللہ جب آپ کو معاف کرنا محبوب ہے تو یہ میری امّت آپ کا محبوب شکار لائی ہے یعنی اپنے گناہوں کے جانوروں کا جنگل۔ آپ شکار کر لیجئے اور اپنا محبوب عمل جاری کر دیجئے یعنی میری امت کو معافی دے دیجئے کیونکہ تُحِبُّ الْعَفْوَ معاف کرنے کو آپ محبوب رکھتے ہیں۔ اس عظیم القدر شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سکھا دیا کہ اے میری اُمت یوں کہو کہ اے اللہ آپ اپنا محبوب عمل ہم پر نافذ کر کے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر کے خوش ہو جایئے، اور اے میری امت اس دعا سے تمہارا بیڑا ابھی پار ہو جائے گا۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمہارے گناہ خیر ہیں، تمہارے گناہ خراب چیزیں ہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنا محبوب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اپنا محبوب عمل کر کے اپنی محبوب صفت کا تم پر ظہور کر دے اور تمہارا بیڑا پار ہو جائے۔ اس لئے یہ کہو کہ اے اللہ ہم آپ کے قابل کوئی چیز نہیں

لا سکتے کہ آپ کو پیش کرسکیں کیونکہ ہم حقیر ہیں، آپ عظیم ہیں، ہم محدود ہیں، آپ غیر محدود ہیں، ہم فانی ہیں، آپ غیر فانی ہیں لہٰذا ہم ایسی کوئی چیز نہیں لا سکتے جو آپ کے لائق ہو لیکن چونکہ آپ کے عظیم القدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم القدر راتوں کے لئے ہمیں ایک مضمون عطا کیا ہے جس میں آپ کے نبی نے آپ کی ایک ادائے خواجگی پیش کی ہے اس لئے ہم اپنی اس ادائے بندگی کو غنیمت سمجھتے ہیں، اور ہماری یہ ادائے بندگی غلط نہیں ہوسکتی کیونکہ آپ کی یہ ادائے خواجگی آپ کے رسول نے ہمیں سکھائی ہے اور سفیر کی زبان اس مملکت کے سلطان کی زبان سمجھی جاتی ہے لہٰذا ہم اس کو آپ ہی کی زبان سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم کچھ نہیں لائے، بس ہم اپنے گناہوں کی گٹھڑی پیش کرتے ہیں اور آپ نے تو اس گٹھڑی کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا تھا:

﴿وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت: ۷۲)

کہ انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے۔ تو ہم ظلم اور جہل کی گٹھڑی لائے ہیں، میری محبت اور شریعت کی امانت اس ظالم انسان نے اُٹھالی، یہ بڑا ظالم جاہل ہے۔ اس لئے ہم ظلم و جہل کی یہی گٹھڑی آپ کے لئے لائے ہیں، اب آپ اس کو معاف کردیجئے اور اپنے محبوب عمل کی صفت کا ظہور فرمائیے۔

اور دیکھئے! ایک بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سکھا دی کہ جیسے انسان اپنے محبوب شکار میں دیر نہیں کرتا، جلدی شکار کرلیتا ہے تو تُحِبُّ الْعَفْوَ اے اللہ! اپنے اس محبوب عمل والی صفت کے ظہور میں آپ ایک سیکنڈ بھی تاخیر نہ کیجئے، آپ معاف کرنے کے عمل کو محبوب رکھتے ہیں، جب یہ آپ کا محبوب عمل ہے اور آپ خود بھی محبوب ہیں اور مضمون بتانے والے یعنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی آپ کے محبوب ہیں تو فَاعْفُ عَنِّیْ آپ صفتِ عفو کے ظہور میں ذرا بھی دیر نہ کیجئے

تا کہ ہمارا بیڑا جلد پار ہو جائے، آپ کی ذات تو بے نیاز ہے لیکن ہم آپ کی معافی کے محتاج ہیں آپ کی صفتِ عفو محتاج نہیں ہے کیونکہ وہ ہر وقت موجود ہے لیکن اس کا ظہور مجھ پر فرمایئے کیونکہ آپ کی کوئی صفت محتاجِ ظہور نہیں ہے آپ صمد ہیں، آپ اَلْمُسْتَغْنِیْ عَنْ کُلِّ اَحَدٍ وَ الْمُحْتَاجُ اِلَیْہِ کُلُّ اَحَدٍ ہیں یعنی آپ سارے عالم سے بے نیاز ہیں اور سارا عالم آپ کا محتاج ہے۔ اس لئے اپنی صفتِ عفو کے ظہور سے آپ بے نیاز ہیں مگر ہم سب آپ کے بندے، آپ کے غلام اس صفتِ عفو کے ظہور کا مظہر بننے کے محتاج ہیں کہ آپ کی اس صفت کا ہم پر ظہور ہو جائے اور آپ کی صفتِ عفو کے ظہور کے ہم سب مظہر ہو جائیں یعنی صفتِ عفو کے ظاہر ہونے کی جگہ بن جائیں اور ہم سب کا بیڑا پار ہو جائے۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بارگاہِ کبریا میں عرض کرتے ہیں فَاعْفُ عَنِّیْ اے اللہ آپ اپنی صفتِ عفو کے ظہور میں ذرا بھی دیر نہ کیجئے تا کہ جلد ہمارا کام بن جائے۔

فَاعْفُ عَنِّیْ میں فائے تعقیبیہ ہے، یہ قاعدہ عربی گرامر سے سن لو، مگر گرامر بھی ان کو مفید ہوتی ہے جو اپنے نفس کو گراتے ہیں پھر مر جاتے ہیں، گرامر میں دو لفظ ہیں نا بھئی! یعنی گر اور مر تو پہلے اپنے نفس کو کسی شیخ کے قدموں میں گراتے ہیں پھر وہاں مر جاتے ہیں یعنی فانی فی الشیخ ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہاسپٹل میں گرا ہوا تو ہے مگر چار پائی پر لیٹا ہوا، گرا ہوا بھی نرسوں کو دیکھ رہا ہے تو یہ گرا ہوا تو ہے مگر مرا نہیں یعنی ابھی اس کا نفس زندہ ہے۔ لہٰذا نفس کی ہر بری خواہش کو ختم کر دو، اس مبارک مہینہ میں ارادہ کر لو کہ اس ظالم نفس کی ایک بھی حرام خواہش پر عمل نہیں کریں گے ان شاء اللہ۔ اگر اس مبارک مہینہ میں آپ نے یہ ارادہ کر لیا تو عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی آمین آپ کے ارادہ کے ساتھ لگ جائے گی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان شریف میں عرشِ الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔

دیکھو! جب تک میرا مضمون پورا نہیں ہوتا میں گھڑی نہیں دیکھتا۔ اس لئے کہ جب بادل پانی کے وزن سے بھرا ہوا ہوتا ہے وہ جب تک برس نہ جائے اپنی جگہ سے کھسک نہیں سکتا، اپنے وزن سے مجبور ہوتا ہے۔ مگر میں الحمدللہ وقت کا حتی المقدور خیال رکھتا ہوں کہ حد سے زیادہ وقت نہ لگ جائے تاکہ لوگوں کے نظام الاوقات میں حرج نہ ہو۔ تو دوستو! یہ روزہ کا مہینہ ہے پھر یہ موقع نہیں ملے گا اور اتنا اثر بھی نہیں ہوگا، رمضان شریف کے روزہ کی وجہ سے اللہ کے بندوں میں قبولِ ہدایت کی خاصیت بڑھ جاتی ہے، جو روزہ رکھنے والے ہیں ان میں انفعال بڑھ جاتا ہے۔

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پوری تقریر پر عمل کرنے کی توفیق دے اور اخترؔ پوری زندگی جو تقریر کرتا رہا تو مجھ کو بھی، میری اولاد کو بھی اور میرے سب احباب کو بھی اس پر عمل نصیب فرما اور تقریر ہو یا نہ ہو آپ کا کرم پابندِ تقریر نہیں ہے، آپ کا کرم پابندِ تاثیر نہیں ہے، آپ کا کرم پابندِ تدبیر نہیں ہے، آپ کا کرم پابندِ تحریر نہیں ہے لہٰذا ہم آپ کی صفتِ تنویر سے بھیک مانگتے ہیں کہ ہمارے قلوب کو اپنی محبّت کے نور سے اور نورِ تقویٰ سے منوّر فرما دیجئے۔ اور میرا کوئی بھی مسلمان بھائی اور کوئی بھی مسلمان بہن یعنی جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں ایک بھی محروم نہ جانے پائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نسبتِ اولیاء صدیقین کی خطِ انتہاء تک پہنچا دیجئے اور ہمارے تمام نیک ارادے اور ہماری جائز حاجتیں پوری فرما دیجئے۔

اے خدا! مجھ سے تعلق رکھنے والے جو مسلمان بھائی یا مسلمان بہنیں یہاں موجود نہیں ہیں ان سب غائبین اور غائبات کے حق میں بھی ان تمام دعاؤں کو قبول فرما لیجئے اور جو مجھ سے تعلق بھی نہیں رکھتے ان کے حق میں بھی اور پوری امّتِ مسلمہ کے حق میں اخترؔ کی آہ وفغاں کو اپنی رحمت سے قبول فرمالے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قرآن پاک کی روشنی میں

دینی خدّام کے غموں کی تسلّی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ

یہ صبحِ مدینہ یہ شامِ مدینہ
مبارک تجھے یہ قیامِ مدینہ

بھلا جانے کیا جام و مینائے عالم
ترا کیف اے خوش خرامِ مدینہ

مدینہ کی گلیوں میں ہر اک قدم پر
ہو مدِّ نظر احترامِ مدینہ

مدینہ مدینہ مدینہ مدینہ
بڑا لطف دیتا ہے نامِ مدینہ

نگاہوں میں سلطانیت ہیچ ہوگی
جو پائے گا دل میں پیامِ مدینہ

سکونِ جہاں تم کہاں ڈھونڈتے ہو
سکونِ جہاں ہے نظامِ مدینہ

ہو آزاد اختر غمِ دو جہاں سے
جو ہو جائے دل سے غلامِ مدینہ

(مدینہ منورہ سے واپس ہوتے ہوئے)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ ﷻ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے
دل تڑپتا ہے میرا سینے میں
ہائے پہنچوں گا کب مدینے میں
قلب جس کا نہ ہو مدینے میں
اس کا جینا ہے کوئی جینے میں
آپ کے نام پر جان دے کر
زندگی زندگی پا گئی ہے
چل کے نقشِ قدم پر نبی ﷺ کے
بندگی بندگی پا گئی ہے
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ